باب۔23

جنگِ اُحد

☆ وَمَن يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا۔

ترجمہ: اور جو منہ پھیرے (جنگ میں حاضر نہ ہو) اس کو عذابِ الیم ہو گا۔ (سورۃ الفتح: آیت 17 کا حصہ)

بدر کی لڑائی کے کچھ ہی عرصے بعد کافر اپنے سرداروں کے مارے جانے کا بدلہ لینے کے لیے مدینہ کے قریب اُحد کے پہاڑ کے پاس تین ہزار (3,000) جرار فوج لے کر پہنچے جہاں مسلمانوں اور کافروں میں جنگ ہو گئی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چند لوگوں کی رائے تھی کہ شہر بند ہو کر لڑیں، اور تیر اندازی سے کام لیں۔ مگر دوسرے بہت سے لوگوں کی رائے تھی کہ میدان میں نکل کر لڑیں۔ آنحضرتؐ نے کثرت رائے کا خیال کرتے ہوئے میدان میں نکل کر لڑنے کو اختیار فرمایا۔ عبداللہ بن ابی منافق اور بعض دوسرے منافقین نے عین وقت پر دغا دی اور اپنے ساتھیوں کو لے کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ لیکن لڑائی کے شروع میں اللہ نے مسلمانوں کو ہی فتح دی تھی۔ آنحضرتؐ نے ایک گھاٹی پر عبداللہ بن جبرؓ کے زیر نگرانی کچھ تیر اندازوں کو بٹھایا تھا، اور انہیں قطعی حکم دیا تھا کہ وہاں سے نہ ہٹیں۔ اور اس گھاٹی کی حفاظت میں سرگرم رہیں۔ مگر ان نادانوں نے اپنی فتح دیکھی تو رسول اللہؐ کے حکم کے خلاف کافروں کا مالِ غنیمت لینے میں مشغول ہو گئے۔ خالد بن ولید نے، جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، اس گھاٹی پر سے حملہ کر دیا۔ غفلت میں پشت کی طرف سے جو حملہ ہوا تو اسلامی لشکر تتر بتر ہو گیا۔ اور لڑائی کا رنگ بدل گیا۔ وحشی، نامی ایک شخص نے پتھر کے پیچھے سے چھپ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر بھالا پھینکا جس سے آپ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی زخمی ہوئے اور آپؐ کے دندانِ مبارک شہید ہو گئے۔ اس حالت میں کسی شیطان نے یہ آواز لگا دی کہ آنحضرتؐ شہید ہو گئے ہیں۔ بس اس کے بعد اسلامی لشکر میں بڑی افراتفری پھیل گئی۔ پہلے کافروں کو شکست ہوئی تھی۔ اور پھر بعد میں مسلمانوں کا کافی نقصان ہوا۔ لیکن کافر بھی اس قابل نہیں رہے تھے کہ مدینہ پر حملہ کر کے اس کو فتح کر لیں۔ یوں یہ لڑائی بے نتیجہ ہی رہی۔ اس کو، جنگِ اُحد، کہتے ہیں۔

{حوالہ تفسیر صدیقی۔ پارہ 4 صفحہ 30 تا 32 پارہ 26 صفحہ 68، 69 اور پارہ 30 صفحہ 190}

Siddiqui Publications

متفرقات۔Miscellaneous

سورۃ الاحزاب کے تیسرے رکوع میں غزوۂ احزاب، جسے غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں، کا ذکر ہے۔ یہودیوں نے قریش کے کفار سے مل کر مختلف قبائل سے لشکر جمع کر کے مدینہ پر چڑھائی کی۔ کافروں کا یہ لشکر 12,000 کا تھا۔ ان کے ساتھ سازوسامان بھی تھا۔ اس لشکر نے چاروں طرف سے مدینہ کو گھیر لیا۔ ان کو روکنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے سے دونوں لشکروں کے درمیان ایک خندق کھدوائی جس میں خود حضورؐ نے بہ نفس نفیس شرکت بھی فرمائی۔ پھر ایک رات سخت آندھی چلنے لگی۔ کفار کھلے میدان میں تھے لہٰذا ان کے خیمے اکھڑ گئے۔ ہوا کے زور سے ان پر کنکر پتھر، مٹی اور ریت ایسی آئی کہ ٹھیرنا دشوار ہو گیا۔ مجبوراً ان کو منتشر ہونا پڑا۔ آخر کار اللہ نے اپنے حبیب اور مسلمانوں کو فتح دی اور کافروں کے شر سے بچایا۔ یہ واقعہ سنہ 4 یا 5 ہجری کا ہے۔

{حوالہ تفسیر صدیقی - پارہ 21 صفحہ 93}

سورۃ الفتح کی آیت 20 میں فتحِ خیبر کی طرف اشارہ ہے۔ فتحِ خیبر (سنہ 7 ہجری) کا واقعہ یہ ہے کہ جب یہودی مسلمانوں کے ساتھی ہونے کا دعویٰ رکھنے کے باوجود جنگِ احزاب میں کفار سے مل گئے اور مسلمانوں سے لڑنے کے لیے تیاری کی، تو مسلمانوں نے بھی ان کی سرکوبی کے لیے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سرکردگی، خیبر پر حملہ کر دیا۔ یہ لڑائی یا محاصرہ تین چار روز تک رہا۔ بالآخر رسول کریمؐ نے حضرت علی شیر خدا کو جھنڈا دے کر خیبر کی طرف روانہ فرمایا۔ حضرت علیؓ نے قوتِ ولایت سے قلعہ کے دروازے کے پٹ کو اس زور کا جھٹکا دیا کہ اس کی چولیں ٹوٹ گیئں اور دروازہ کھل گیا۔ پھر اس پٹ کو خندق پر بچھا دیا گیا۔ جس پر سے لوگ گزر کر قلعہ خیبر میں داخل ہو گئے۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ دروازہ اس قدر مضبوط تھا کہ کئی آدمی مل کر بھی اس کو اٹھا نہیں سکتے تھے۔ بہر حال یہودیوں میں لڑنے کی قوت نہ تھی۔ صرف ایک پہلوان جس کا نام مرحب تھا اس نے حضرت علیؓ سے لڑائی کی اور مارا گیا۔ یوں بغیر کشت وخون کے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح و نصرت عطا کی اور مسلمانوں کو یہودیوں کے شر سے محفوظ کر دیا۔ اس میں مالِ غنیمت بھی مسلمانوں کو بہت کچھ ملا۔

{حوالہ تفسیر صدیقی - پارہ 26 صفحہ 72}

Siddiqui Publications